امجد اسلام امجد کی شاعری

صدف نقوی

ABSTRACT:

Amjad Islam Amjad is a renowned poet. He holds proficiency in both Poem and Ghazal. He has portrayed every topic of the universe in his poetry. We find delicate musical sense in his poetry. The epic of emotions, attachment with classic and innovation has made him a unique poet.

امجد اسلام امجد اردو کے ایک معروف شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کے موضوعات میں تنوع ہے۔ وہ ہجر، محرومی، مناظر فطرت، فکرواحساس، رومان، انسانی ہمدردی جیسے مضامین کو اپنی شاعری کے وسیع وعریض کینوس پر سجاتے ہیں۔ ان کی شاعری عرفان ذات سے ہوتی ہوئی کائنات کی وسعتوں کو عبور کرتے ہوئے لامکاں تک پھیل جاتی ہے۔ امجد نے یوں تو نظم اور غزل دونوں میں طبع آزمائی کی ہے لیکن امجد بنیادی طور پر نظم کے شاعر ہیں۔ زاہد حسن امجد اسلام امجد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''میرا رجحان واقعی نظم کی طرف ہے۔ دراصل نظم کی ہیئت میرے شعری مواد کے لیے فطری بھی ہے اور موزوں ترین بھی۔(۱)

امجد کے شعری سفر کا آغاز ۱۹۶۰ء میں ہوا۔ ان کا اولین شعری مجموعہ برزخ ۱۹۷۴ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ دور وہ تھا جب پاکستانی معاشرے پر مارشل لا مسلط تھا۔ ایسے عصری ماحول میں جہاں بصارتیں اندھی اور سماعتیں بہری ہوجاتی ہے امجد نے اپنے چند ہم عصروں کے ساتھ اپنی شعری روایت کو برقرار رکھا۔ وہ ماحول جہاں زبان پرمہر لگ جاتی ہے۔ انھوں نے نہ صرف اپنے عوام، قوم اور وطن کے لیے سوچا بل کہ ان کی خودداری کو برقرار رکھنے کی شعوری کوشش کی، برزخ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> میں ذاتی طور پر فن اور اور زندگی کے متعلق معتدل لیکن حق پرستانہ رویے کا حامی ہوں۔ اس کتاب کی بہت سی نظموں میں پاکستان کی سات برس کی سیاسی اور معاشرتی تاریخ کا عکس ملے گا۔۔۔ یہ جو کچھ بھی ہے میرے محدود علم اور سچے جذبات کا مجموعہ ہے۔(۲)

امجد اسلام امجد کی شاعری میں محبت ایک زندہ حقیقت بن کر ابھری ہے۔ وہ اس نظریے پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہے محبت کا پھیلاؤ ہے۔ ان کی نظموں میں پیار کا گیت اور محبت کا پاکیزہ جذبہ نظر آتا ہے۔ وہ محبت اور رومان کے حسین خوابوں میں رہنے کی بجائے زندگی کی حقیقتوں کا بھی بہادری سے سامنا کرتے ہیں۔ ان کی بہت سی نظموں میں لفظ ''محبت'' ایک تو انا ''استعارہ'' ہے۔ ان کی نظموں کے ناموں میں لفظ محبت بار ہا آیا ہے مثلاً ''محبت کی ایک نظم''، ''محبت کے موسم''، ''یہ جو کچھ بھی ہے محبت کا پھیلاؤ ہے''، ''تمھیں مجھ سے محبت ہے'' وغیرہ۔

ان کا محبوب مثالی محبوب کی طرح ہے نہ ان کی شاعری میں محبت کا وہ کلاسیکی تصور ملتا ہے بل کہ ان کا محبوب کارزار حیات میں مشغول ایک انسان ہے لیکن شاعر اپنے اس عام محبوب سے بھی ٹوٹ کر محبت کرتا ہے۔

امجد کا شعری لہجہ سادگی، معصومیت اور بے لوثی کا پرتو ہے۔ ان کی شاعری میں ''من وتو'' کا تصور ملتا ہے۔ اگرچہ ''میں'' کا ''تم'' بن جانا ایک مشکل امر ہے لیکن امجد عرفان حقیقت کے ساتھ ایک نئی منزل کی طرف گامزن نظر آتے ہیں:

دریا میں قطرے کی صورت
گم ہو جاؤں
اپنے آپ سے باہر نکلوں
''تم'' ہو جاؤں (۳)

شاعری جہاں حقیقت کا اظہار ہے وہاں حقیقت کے باطن میں چھپے ہوئے گہرے شعور اور اس کے مختلف پہلوؤں کو علامتی نظام میں بیان کرنے کا عمل ہے۔ امجد کی شاعری میں ہمیں مصائب حیات میں بھی حقیقت پسندانہ رویہ نظر آتا ہے۔ انھوں نے ہمیشہ زندگی کو حوصلے کے ساتھ جینے کا تصور دیا۔ وہ نہ صرف اپنے وطن میں بل کہ گردوپیش میں مسلمانوں پر ہونے والے جبرواستبداد پر نوحہ کناں ہیں۔ وہ مسلمانوں کے حقوق کے لیے دعائے استغاثہ بلند کرتے ہیں:

تاریخ کی گلیوں میں مسلم کا لہو ارزاں
اتنا نہ ہوا ہوگا
دشوار سہی لیکن بے برگ وشجر رستہ
اتنا نہ ہوا ہوگا
اے اشک سرِ مژگاں، آنکھوں سے
کنارا کر
آئینہ نما ہو جا
اے شمع شب تیرہ، وہ صبح دوبالا کر
سینوں کی مینا ہو جا
اک حرف دعا ہو جا

دھندلایا ہوا چہرہ اس ملت بیضا کا
اتنا نہ ہوا ہوگا
تاریخ کی گلیوں میں مسلم کا لہو ارزاں
اتنا نہ ہوا ہوگا (۴)

امجد احساس زیاں رکھنے والا شاعر ہے۔ زندگی ناکامیوں اور کامیابیوں سے عبارت ہے۔ ان کی شاعری میں زندگی کے دونوں رخ نظر آتے ہیں۔ وہ زندگی کو ایک خاص رنگ میں دیکھتے ہیں:

آنکھ میں منظروں میں پانی ہے
پیاس کی پھر بھی حکمرانی ہے
ڈھیر ہے روز و شب کی لاشوں کا
لوگ کہتے ہیں زندگانی ہے (۵)

امجد اسلام امجد کی بعض غزلوں میں وحدت تاثر موجود ہے جو انھیں نظموں سے قریب کر دیتا ہے۔ اس کی نظموں میں غزل کے حزن و ملال کی کیفیت نظر آتی ہے۔ امجد کا طرز احساس ایک حساس شخص کا ہے۔ اس کی شاعری معصومیت اور گہرائی کا امتزاج ہے۔ اپنی نظم ''خواب'' میں اس نے خوابوں کی حقیقت کی ترجمانی بڑے منفرد اور خوب انداز میں کی ہے:

صاحبو، خواب پرندوں کی طرح ہوتے ہیں
چھونا چاہو تو یہ اڑ جاتے ہیں
اور پھر ہاتھ نہیں آتے ہیں
یہ کسی عمر، کسی وقت کے پابند نہیں
صاحبو، خواب مکانوں کی طرح ہوتے ہیں
جو بڑی دیر میں گھر بنتے ہیں
اور اک پل میں کھنڈر بنتے ہیں (۶)

ان کی شاعری پڑھ کر نہ صرف شگفتگی کا احساس ہوتا ہے بل کہ تازگی کا ایک ایسا تو انا احساس ابھرتا ہے جو قاری کو زندگی سے پیار کرنا سکھاتا ہے۔ شفیع ضامن لکھتے ہیں:

> ''امجد کی شاعری روایت و جدت کا ایک دلکش امتزاج ہے ان کی شاعری میں نئی تراکیب، نئی تمثالیں اور نئی علامتیں بکثرت پائی جاتی ہیں جو اگر ایک طرف ہماری شاعری کے عصری مزاج کی آئینہ دار ہیں تو دوسری طرف ان کا رشتہ ہماری کلاسیکی شاعری سے بھی مضبوط بنیادوں پر قایم ہے۔ (۷)

ان کی شاعری ماضی کی کلاسیکی روایت سے بھی ہے اور عصری آگہی اور احساس کی صداقت کی آئینہ دار بھی ہے۔

امجد اسلام امجد نے اپنے ادبی سفر کا آغاز نظم نگاری سے کیا تھا لیکن ایک غزل گو کی حیثیت سے بھی انھوں نے اپنی منفرد شناخت قایم کی ہے۔ جدید شعرا کی طرح امجد کے ہاں خواب اور حقیقت کا بڑا خوب صورت امتزاج نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں وہ گہرائی ہے جو حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ انھوں نے عشق کے جذبے کو پوری شدت سے محسوس کیا ہے۔ اسی کی شدت نے ان کی شخصیت کے اندر ایک دل کش امتزاج پیدا کر دیا ہے۔ وہ عرفانِ عشق کے ساتھ زندگی کی نئی اقدار اور زندگی کے حقائق کا سامنا بڑے حوصلے سے کرتے ہیں۔ امجد اسلام امجد نے غزل کی روایات کو بڑی کامیابی کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ ان کی غزل میں مضمون کی تہ داری نظر آتی ہے:

کسی کی آنکھ جو پرنم نہیں ہے
یہ نہ سمجھو کہ اس کو غم نہیں ہے
سوادِ درد میں تنہا کھڑا ہوں
پلٹ جاؤں مگر موسم نہیں ہے
جو کوئی سن سکے امجدؔ تو دنیا
بجز اک بازگشت غم نہیں ہے (۸)

ان کی غزلوں میں جدت فکر، انسان دوستی اور اخلاقی وسیاسی بصیرت کے کئی نمایاں پہلو نظر آتے ہیں۔ وہ اشاروں یا کنایوں میں بات کہنے کی بجائے براہ راست لفظوں میں اپنے دل کی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تخلیقی صلاحیت کو بروئے کار لا کر قدیم تشبیہات واستعارات کو خوبصورتی سے برتا ہے جو ان کی منفرد ذہنی صلاحیت کی عکاسی ہے:

ساحل پہ تھے تو ریت کا جادو تھا ہر طرف
کشتی چلی تو بحر کی دہشت عجیب تھی (۹)

ایجاز واختصار غزلیہ شاعری کی جان ہے۔ امجد اسلام امجد کی شاعری میں بھی رمزیت اور اشاریت کا امتزاج ملتا ہے۔ ان کے اشعار میں غنائیت اور موسیقیت ہے۔ اپنی شاعری کی نغمگی کو برقرار رکھنے کے لیے انھوں نے مترنم الفاظ اور چھوٹی بحروں کا انتخاب کیا ہے:

کہتا ہے درپن
میرے جیسا بن
دنیا لوٹا دے
میرا اپنا پن
سارے خاک سمان
تن اور من اور دھن

امجدؔ میرے ساتھ
اب تک ہے بچپن
جب تک رہتے جائیں
یوں ہی چلتے جائیں
آئینوں سے کیوں؟
عکس مکرتے جائیں
آنکھیں ہیں آباد
خواب اجڑتے جائیں
ایسی آندھی میں
خاک سنورتے جائیں (۱۰)

امجد نے عصر حاضر کے اجتماعی مسایل، انفرادی کرب اور فکر و احساس کو اپنی شاعری کے پیکر میں ڈھالا ہے۔ ان کی غزل کا تفکرانہ انداز خالص انھی سے عبارت ہے۔ مضمون کی یکسانیت کے باوجود اظہار کی انفرادیت ان کے دل کش اسلوب کی آئینہ دار ہے:

یہ ترا غم ہے یا غم دنیا
کوئی تو ہے جو کھائے جاتا ہے
ذات کی آگہی جو پاتا ہے
وہ بڑی خوش روی سے جاتا ہے
بے وفا سوچ تو ذرا دل میں
ایسی تعمیر کون ڈھاتا ہے (۱۱)

ان کی شاعری عصر حاضر میں اردو شعری سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ ان کا کلام عہد جدید کی تمام ضروری خصوصیات کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ ان کی شاعری زبان و بیان، نئے موضوعات سے عبارت ہے۔ ان کا شمار جدید اُردو غزل کے معماروں میں ہوتا ہے۔ وہ ہمارے ادب کے تہذیبی سرمائے میں اضافہ کرنے والوں کی صفِ اول میں شامل ہیں۔ انھوں نے نہ صرف غزل کو ایک نیا لب ولہجہ عطا کیا ہے بل کہ عصری مسایل کو سادگی و پرکاری کے ساتھ شعر کا روپ دیا ہے:

شہرت ، عروج ، حسن کی دولت ، کسی سے بھی
کرتا نہیں یہ وقت ، رعایت کسی سے بھی
سود و زیاں کا جوڑتے رہتے ہیں جو حساب
کرتے نہیں وہ لوگ محبت ، کسی سے بھی

ہے کون سی زبان یہ کیسے حروف ہیں؟
کھلتا نہیں ہے عقدۂ قسمت ، کسی سے بھی (۱۲)

امجد کی شاعری میں فکر ونظر کی تازگی کا احساس ملتا ہے۔حسن تغزل سے لبریز اشعار اُن کی نمایاں خصوصیت ہے۔ انھوں نے زندگی کی خوبصورتیوں کے رنگوں کو جداگانہ انداز میں پیش کیا ہے۔اُن کی شاعری میں نغمگی کا مدھرا احساس کے ساتھ ساتھ جذبے کی حرارت بھی نظر آتی ہے۔انھوں نے اپنے عہد اور کلاسیک سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔میرزا ادیب لکھتے ہیں:

''ماضی کی بصیرتیں، حال کی رواں دواں زندگی اور مستقبل کے امکانات امجد نے جس حد تک مناسب سمجھا ہے ماضی کی بصیرتوں سے بھی بہرہ انداز ہونے کی کوشش کی ہے حال کے سماجی تقاضوں کے قریب رہنے کا طریق کار بھی اختیار کیا ہے اور اس کے ہاں مستقبل کے امکانات کی بھی جھلک ملتی ہے۔(۱۳)

امجد کی شاعری میں ہیئت اور تکنیک کے لحاظ سے بھی منفرد انداز نظر آتا ہے۔حمد،نعت اور سلام کو ہیئت و معنی کے حوالے سے ایک نئی روایت سے آشنا کیا ہے۔امجد کے مصرعوں میں پیکر تراشی،مصرعوں کی ترتیب میں ایجاز واختصار اور ترکیب لفظی میں جدت اور انفرادیت نظر آتی ہے۔امجد اسلام امجد کی لکھی ہوئی حمد سے ایک بند دیکھیے:

وہ جو معبود ہے
ہر جگہ جلوہ گر اور موجود ہے
سجدہ گہ ہے جہاں وہ ہی مسجود ہے
سب کا مقصود ہے(۱۴)

امجد اسلام امجد نے اپنی شاعری میں مختلف جذبات اور قلبی واردات میں ڈوبے ہوئے لمحات کو شعری پیکر عطا کیے ہیں۔ جہاں ان کی شاعری میں روایتی سانچے نظر آتے ہیں وہاں شاعری کے نئے اسالیب کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔ سادگی اور پُرکاری ان کی شاعری کا انفرادی رنگ ہے۔ان کی غزلوں میں کہیں کہیں نظم کا تسلسل پایا جاتا ہے۔غزل اورنظم پر ان اثرات کے حوالے سے ڈاکٹر یوسف حسین خاں لکھتے ہیں:

''پچھلے پچیس سال میں غزل نے نظم اور نظم نے غزل پر اپنا اثر ڈالا ہے۔غزل کی ریزہ کاری اگرچہ حقیقت میں کوئی عیب نہیں لیکن پھر بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جدید زمانے کی زندگی کا رجحان کلام میں تسلسل کا متوقع رہتا ہے۔ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ غزل میں ایک جسم کا تسلسل پیدا کیا جائے گا اور منفرد شعروں کے پس منظر میں وحدت احساس کی کارفرمائیاں بڑھتی جائیں گی۔(۱۵)

امجد اسلام امجد کی غزل میں بھی کہیں کہیں ہمیں یہ تسلسل نظر آتا ہے:

حد سے حد، حد گمان تک کوئی جاسکتا ہے
ڈھونڈ نے اس کو کہاں تک کوئی جاسکتا ہے

کشتیٔ شوق ہے خطرے کے نشاں سے آگے
اور خطرے کے نشاں تک کوئی جاسکتا ہے
مرتبہ میرا یہی ہے کہ زمین زاد ہوں میں
سو وہاں ہوں کہ جہاں تک کوئی جاسکتا ہے
راستے عشق کے آساں نہیں ہیں امجد
ہاں مگر جاں کے زیاں تک کوئی جا سکتا ہے (۱۶)

امجد اسلام امجد کی غزل میں وہ سب رنگ ہیں جو جدید شاعری میں ہیں ان کی شاعری میں اختر شیرانی کا رومانوی لہجہ، حبیب جالب کا انقلابی رنگ، مجید امجد کی اداسی و غمگینی، حفیظ کی جدت، فیض کی وطن پرستی اور احمد ندیم قاسمی کا روایتی اور جدید اندازِ تغزل ملتا ہے۔

حوالہ جات

(۱) زاہد حسن، امجد اسلام امجد، فن اور شخصیت، لاہور: گورا پبلشرز، ۱۹۹۴ء، ص۲۷۲
(۲) امجد اسلام امجد، برزخ، لاہور: جہانگیر بک ڈپو، ۱۹۹۸ء، ص۱۳
(۳) امجد اسلام امجد، اُس پار، لاہور: جہانگیر بک ڈپو، ن م، ص۱۵۰
(۴) ایضاً، ص۱۴۴
(۵) امجد اسلام امجد، رات سمندر میں، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص۴۲
(۶) امجد اسلام امجد، اُس پار، ص۱۴۱۔۱۴۰
(۷) شفیع ضامن، چراغ اور آئینہ، مشمولہ: امجد اسلام امجد، فن اور شخصیت، مرتبہ: زاہد حسن، ص۱۵۸
(۸) امجد اسلام امجد، رات سمندر میں، ص۲۷۔۲۸
(۹) ایضاً، ص۱۴۷
(۱۰) ایضاً، ص۱۸۰
(۱۱) ایضاً، ص۱۷
(۱۲) ایضاً، ص۱۶۔۱۷
(۱۳) میرزا ادیب، ازکار و افکار، مشمولہ: امجد اسلام امجد، فن اور شخصیت، مرتبہ: زاہد حسن، ص۵۱
(۱۴) امجد اسلام امجد، اُس پار، ص۱۹
(۱۵) یوسف حسین خان، اُردو غزل، لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۱۹۵۲ء، ص۱۱
(۱۶) امجد اسلام امجد، اُس پار، ص۱۳۹-۱۳۸